521

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ ــ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر ــ غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۳ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۵۴

حضور نظام کی شان میں احرار کی شرمناک گستاخیاں

ادنےٰ ترین ذاتی اغراض کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کی جو مثال احرار نے مسجد شہید گنج کے انہدام کے موقعہ پر پیش کی۔ وہ نہایت واضح ہے۔ ان لوگوں نے اس وقت غیر مسلموں اور خصوصاً سکھوں کو خوش کرکے آئندہ انتخابات میں امداد حاصل کرنے کے لئے یہ تو گوارا کر لیا۔ کہ انہدام مسجد کے روح فرسا واقعہ کے خلاف آواز اٹھانے والے مسلمانوں سے نہ صرف کلیۃً علیحدگی اختیار کر لیں۔ بلکہ انہیں ہندو کے سرمایہ۔ سکھ کی کرپان۔ اور حکومت کی فوج سے مرعوب کرکے خاموش کرا دینے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو طرح طرح کے طعن و تشنیع سے مسلمانوں کے سینے چھلنی کرنے لگ جائیں۔ مگر اس بات کی کوئی پروا نہ کی۔ کہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اس ذمہ داری کو ادا کرنا ان کے لئے کتنا بڑا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے۔

احرار کا یہ طریق عمل اختیار کرنا تھا۔ کہ وہی سکھ اخبار جو ان کو ذلیل ترین مخلوق قرار دیتے۔ اور کمینہ مطلب پرست بتاتے تھے۔ معاً ان کے گن گانے لگ گئے۔ اور آج تک ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ان کے ہر قول اور فعل کی تائید کرتا۔ اور دوسرے مسلمانوں کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس بات کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جمہور مسلمانان پنجاب کے مقابلہ میں احرار کو انتخابات میں کامیاب کرائیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ سکھوں کو اس طرح ممنون احسان بنانے کے بعد احرار اس فکر میں تھے کہ کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دیں۔ جس سے متعصب اور تنگدل ہندوؤں کے دل بھی مٹھی میں لے لیں۔ اور ان کو یقین دلا سکیں۔ کہ ان کی خاطر وہ مسلمانوں سے شرمناک سے شرمناک غداری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں پورے زور سے ان کی حمایت کرنا شروع کر دیں۔ اس کے لئے احرار نے حضور نظام حیدر آباد کی ذات کو جو ایک عرصہ سے آریوں کی شوریدہ سری۔ اور مہاسبھائی ہندوؤں کے مطاعن کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ زور آزمائی کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور صرف اتنی سی بات کو آڑ بنا کر کہ انہوں نے بحیثیت چانسلر آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب کی مسلم یونیورسٹی کی ممبری کی تصدیق کی ہے۔ برافروختہ ہو رہے ہیں حالانکہ جناب چودھری صاحب بہت عرصہ سے ممبر چلے آتے تھے مہاسبھائی ہندو اور آریہ صاحبان ایک عرصہ سے نہ صرف حکومت نظام کے خلاف بلکہ حضور نظام کی ذات کے خلاف شورش برپا کر رہے ہیں۔ آئے دن اُن کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ظہور میں آتی رہتی ہے۔ جو تمام مسلمانوں کے لئے نہایت ہی رنجیدہ اور دل آزار ہوتی ہے۔ اور مسلمانانِ ہند بارہا اس کے خلاف آواز اٹھا چکے ہیں۔ لیکن احرار نے آج تک نہ صرف کبھی ہندوؤں کی اس روش کی مذمت نہیں کی بلکہ اب ان کو اپنا حامی اور مددگار بنانے کی خاطر آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی واجب الاحترام اور قابل فخر ہستی حضور نظام کے خلاف بدزبانی اور بیہودہ گوئی پر اُتر آئے ہیں۔ جیسا کہ اس رپورٹ سے جو دہلی کے ایک جلسہ کے متعلق گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ ظاہر ہے۔ اور جیسا کہ معاصر "الامان" دہلی نے اپنے ۲ مئی کے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک نام نہاد انجمن کے پلیٹ فارم سے مولوی عطاء اللہ نے حضور نظام کے خلاف نہایت زہر آلود پراپیگنڈا کیا۔ اور بے حد بدزبانی سے کام لیا۔ معاصر موصوف نے اس سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"یہی احراری عنصر ہے جس نے مسلمانانِ کشمیر کی حمایت کے نام پر انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کئے۔ اور انہیں کشمیر کا ایک علاقہ مل گیا۔ اب بعض حلقوں میں حضور نظام کے خلاف بعض سازشیں نشو و نما پا رہی ہیں۔ لیکن حضور نظام کے اثر و رسوخ سے بعض خفیہ طاقتیں لرزہ براندام ہیں۔ اور وہ اپنی خواہشات کو عملی جامہ نہیں پہنا سکیں۔ لہٰذا یہ طریقہ حضور نظام کو بدنام کرنے کا اختیار کیا گیا ہے۔ عام مسلمان اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ مہاسبھائی ہندو بھی ایک عرصہ دراز سے حضور نظام کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے احراری پراپیگنڈا کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوگا۔ کہ مہاسبھا اور آریوں کے ہاتھ مضبوط کئے جائیں۔ ضرورت ہے کہ تمام مسلمان اس فتنہ سے آگاہ رہیں"

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ احرار نے حضور نظام کے خلاف محض اس لئے شور و شر کرنا شروع کیا ہے۔ کہ مہاسبھائی ہندوؤں اور آریوں کو خوش کرکے آئندہ انتخاب کی جد و جہد میں ان سے ہر قسم کی امداد حاصل کریں۔ اور یہ امداد انہیں ملنی شروع بھی ہو گئی ہے۔ اس وقت تک کوئی ہندو اخبار اٹھا کر دیکھ لو۔ اس کا سارا زور مسلمانوں کے خلاف اور احرار کی تائید میں صرف ہو رہا ہے۔ اور ہندو لیڈر بھی یہی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ احرار کو کسی چیز کی کمی نہ رہے۔

غرض آج کل احرار امتہ اسلامیہ سے ایک نئی اور نہایت شرمناک غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور اپنی ذاتی اغراض کی خاطر ہندوستان کی شاندار اسلامی حکومت آصفیہ کو نقصان پہنچانے۔ اور اس کے معاندین کے ہاتھ مضبوط کرنے میں کوشاں ہیں۔ اس موقعہ پر بھی مسلمانانِ ہند اور خاص کر مسلمانانِ پنجاب کو ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے۔ جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے وقت غداری کرنے پر ان سے کیا گیا تھا۔ تاکہ وہ اس قسم کی شرمناک حرکات کے ارتکاب کے قابل ہی نہ رہیں۔ اور نہ آئے دن مسلمانوں کے قلوب پر چرکے لگا سکیں۔

مدینۃ المسیح

یکم مئی - آج ۲۱ بجے کے قریب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ لاہور سے بذریعہ موٹر واپس تشریف لائے۔ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے ؛

آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب ڈلہوزی سے تشریف لا کر نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ اور شام کی گاڑی تشریف لے گئے ؛

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب دہلی سے اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب لاہور سے واپس آ گئے ہیں

ڈاکٹر حاجی خانصاحب یوسف زئی چار ماہ کی رخصت پر اپنے مکان کی تعمیر کے لئے آئے ہیں ؛

ایک نیا تحقیقاتی کمیشن

برادران ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؛

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس مجلس مشاورت ایک تحقیقاتی کمیشن مرکزی دفاتر کے بعض نقائص دور کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ جو حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہے۔

(۱) حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گوجرانوالہ صدر (۲) راجہ علی محمد صاحب افسر مال لاہور (۳) پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے گورنمنٹ کالج لاہور (۴) شیخ عبد الحمید صاحب ڈپٹی ریکارڈ کیپر لاہور (۵) ملک غلام محمد صاحب رئیس لاہور (۶) چودھری عطا محمد صاحب نائب تحصیلدار شاہدرہ (۷) خاکسار غلام محمد اختر سٹاف وارڈن لاہور سکرٹری۔ اس کمیشن کو بعض معاملات میں بیرونی احباب سے امداد کی ضرورت ہے۔ جو امید ہے کہ بے رورعایت محض اصلاح کی خاطر بیرونی احباب کمیشن کو مہیا کریں گے ؛

(۱) مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء پر ایک شکایت یہ کی گئی تھی۔ کہ قادیان کے بعض دفاتر باہر کے بعض خطوط کا جواب نہیں دیتے۔ اگر یہ معاملہ صحیح ہے۔ اور بیرونی احباب میں سے کسی کو پیش آیا ہے۔ تو وہ دوست مہربانی کر کے تفصیلاً اس کی رپورٹ سکرٹری تحقیقاتی کمیشن کو ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ مگر ایسی شکایات گذشتہ دو سال سے پرانی نہ ہوں۔ (۲) اس کے علاوہ بھی اگر خط وکتابت یا جوابوں کے متعلق کسی اور قسم کی شکایات ہوں۔ تو وہ بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔ نیز اگر کسی صاحب کو ایسے امر کا علم ہے۔ جو مرکزی تعلیمی اداروں کی کسی دینی یا اخلاقی خامی کو ظاہر کرتا ہو۔ تو اس سے بھی اطلاع دی جائے۔ (۳) اگر کسی صاحب کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے احکام یا صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن کے برخلاف سلسلہ عالیہ کے کسی دفتر میں کوئی کارروائی ہو رہی ہے۔ تو اس سے بھی آگاہی دی جائے (۴) اگر کسی انجمن کے علاقہ میں صدر انجمن احمدیہ کی کوئی جائداد ایسی ہو۔ جس کو وہاں کی جماعت فروخت کرنا مناسب سمجھتی ہو۔ تو اس سے بھی اطلاع دی جائے۔

(نوٹ) (الف) براہ مہربانی کوئی الزام عام طور پر یا خاص مثال یا خاص واقعات کے نہ بیان کیا جائے۔ (ب) لفافہ پر Confidential یا صیغہ راز کے الفاظ لکھ دیئے جائیں (ج) جو صاحب شکایت لکھیں وہ اپنا نام و پتہ مفصل درج کریں۔ (د) تمام ایسی خط وکتابت خاکسار غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن کو مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجی جائے۔ نیز ممبران کمیشن میں سے کسی ایک ممبر کے پاس بھی یہ امور بیان کئے جا سکتے ہیں۔ (ر) براہ کرام احباب ایک ماہ کے اندر اندر اس اعلان کا جواب دیں۔

ہر جماعت کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اس اعلان کو مقامی جماعت کے ایک جلسہ میں پڑھ کر ان سے متعلق دریافت کریں۔ کہ اگر کسی صاحب کو کسی ایسی بات کا علم ہو۔ جو اس اعلان میں درج ہے۔ تو ان صاحب سے اس کے متعلق سکرٹری کمیشن کے پاس رپورٹ بھجوا دیں۔

خاکسار غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن (سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹرز آفس، این۔ ڈبلیو ریلوے لاہور)

روئداد اجلاس آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن منعقدہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

کشمیر کے اہم معاملات کے متعلق غور و خوض

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کا اجلاس زیر صدارت مولانا سید حبیب صاحب مدیر سیاست مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو بمقام لاہور نور جہاں ہوٹل میں ۵ بجے شام منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ممبران نے شرکت فرمائی۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ پروفیسر سید عبد القادر صاحب۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ پروفیسر علم الدین صاحب سالک۔ شیخ نیاز علی صاحب ایڈووکیٹ۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب بار ایٹ لاء۔ مولانا عبد المجید صاحب سالک۔ چودھری عبد الرشید صاحب تبسم۔ مولانا محمد الدین صاحب فوق۔ ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

(۱) سکرٹری نے سب سے پہلے سابقہ روئداد پڑھی۔ جو کنفرم کی گئی ؛

(۲) ایسوسی ایشن کی میٹنگ چونکہ بہت تاخیر کے بعد اس دفعہ منعقد ہوئی تھی۔ اس لئے سکرٹری نے تاخیر کے وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسئلہ شہید گنج کی وجہ سے چونکہ تمام مسلمانوں میں ایک اضطراری کیفیت تھی۔ اور سب کی توجہ اس مسئلہ کی طرف تھی۔ نیز یہ بھی دیکھنا تھا کہ کشمیر اسمبلی مسلمانوں کے لئے کہاں تک مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ایک سال تک کوئی میٹنگ نہ ہو سکی ؛

(۳) ایجنڈا پیش ہو کر مندرجہ ذیل قرار دادیں با تفاق آراء پاس ہوئیں :-

(۱) کشمیر کی سیاسی حالت پر غور کرنے کے متعلق یہ طے پایا کہ مسلمانان کشمیر کی شکایات دریافت کرنے کے لئے اور اس بات کے لئے کہ گلینسی کمیشن کی سفارشات پر حکومت کشمیر نے کہاں تک عمل کیا ہے۔ کشمیر کی اسلامی انجمنوں کے ساتھ خط وکتابت کی جائے۔

(۲) ملازمتوں میں شمار و اعداد اور مسلمانوں کا تناسب دیکھنے کے لئے اخبارات کے فائلوں سے صاحب صدر مدد دیں گے ؛

(۳) کشمیر میں وزارتوں کے لئے ریاست ہی سے وزراء لئے جائیں۔ اس کے متعلق کشمیر ایسوسی ایشن پہلے بھی ایک قرار داد پاس کر چکی ہے۔ اور اب پھر اس کی تائید کرتی ہے ؛

(۴) کشمیر ایسوسی ایشن کی ترقی اور اس کی وسعت اس کے ممبروں کی ازدیادی اور اس کی شاخوں کے اجراء و قیام کے متعلق قرار پایا۔ کہ آئندہ میٹنگ میں غور کیا جائے ؛

(۵) صاحب صدر اور سکرٹری نے بوجہ مصروفیات آئندہ کے لئے معذرت چاہی۔ اس کے متعلق یہ فیصلہ ہوا۔ کہ صاحب صدر ابھی کچھ اور عرصہ تک بدستور کام کرتے رہیں۔ اور چونکہ سکرٹری صاحب باہر جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کا عہدہ اور نام تو بدستور قائم رکھا جائے۔ البتہ بطور مددگار ان کی جگہ چودھری عبد الرشید صاحب تبسم مقرر کئے جاتے ہیں۔

(۶) صاحب صدر کے شکریہ کے بعد میٹنگ کی کارروائی ختم ہوئی ؛ محمد دین فوق سکرٹری آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن

مستقل خریداران الفضل کے لئے ایک اور رعایت

کچھ عرصہ سے اخبار کے حجم میں اضافہ کی تجویز زیر غور تھی۔ لیکن پریس کا انتظام ناقابل اطمینان ہونے کی وجہ سے عمل میں نہ لائی جا سکی۔ اب پریس کا نیا انتظام کیا جا رہا ہے جس کے متعلق امید ہے۔ کہ بفضل خدا چند روز تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کے تکمیل پذیر ہونے پر آٹھ صفحہ کے اخبار کا حجم ۱۲ صفحہ کر دیا جائے گا۔ لیکن مستقل خریداروں کے لئے پندرہ روپیہ سالانہ قیمت جو مقرر ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ پس احباب کو چاہیئے کہ مستقل خریداری کی اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور فوراً اپنے نام درج کرائیں (مینیجر الفضل)

الفضل کا ہفتہ وار مکتوب جاپان

مشرق کی ایک قدیم سلطنت چین کا تاریک مستقبل

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

کوبے ۲ اپریل (بذریعہ ہوائی ڈاک)
کرۂ ارض پر چین ایک ایسا ملک ہے جس کی حدود کے اندر دنیا کی قریباً تمام بڑی بڑی قومیں ایک دوسری کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ فرانس، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، روس، جاپان اور برطانیہ کے دانت چین کے لذیذ گوشت میں گہرے گڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش اور تگ و دو ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ ٹکڑا گوشت کا نوچ لے جائے۔ ان زبردست اقوام کے سامنے چین غریب کی وہی حالت ہو رہی ہے۔ جو تھکے ہارے ہانپتے ہوئے خرگوش کی اس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ پانچ سات برق رفتار تازی کتے اس کا تعاقب کر رہے ہوں۔ اور آخر ایک اس کا پیٹ پھاڑ ڈالے۔ دوسرا اس کی ایک ٹانگ کھینچ لے۔ تیسرا دوسری ٹانگ گھسیٹ لے۔

چین تو نہ معلوم اپنی اس حالت کا جائزہ لینے کے قابل ہے۔ یا نہیں۔ مگر چین سے باہر غیر چینی لوگوں کے لئے یہ مسئلہ ایک گونہ دلچسپی اور اہمیت رکھتا ہے۔ کہ بالآخر چین کا کیا حشر ہوگا۔ کیونکہ چین جن حالات میں سے اس وقت گزر رہا ہے۔ ان کا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو اس کا بہر حال مشرق بعید۔ بحر الکاہل۔ بحر ہند۔ اور مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک پر ضرور اثر پڑے گا۔

چین اور فرانس

اس عظیم الشان دنگل میں جو پہلوان شامل ہیں۔ ان میں سے فرانس کے ارادوں۔ اور تدبیروں کو ایک نظر میں بھانپا جا سکتا ہے۔ فرانسیسی مقبوضہ یعنی فرینچ انڈوچائنا چین کے جنوب میں واقع ہے۔ روس عین شمال مغرب میں ہے۔ اور جاپان بھی شمال میں۔ برطانیہ چین کے چاروں اطراف میں موجود ہے گویا نقشہ پر ایک ہی نظر اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ چین میں جو حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کا فرانسیسی مفاد پر چنداں اثر نہیں۔ چنداں کیا۔ کچھ بھی اثر نہیں۔ کیونکہ فرانس کو چین کے صرف اس حصہ میں دلچسپی ہے۔ جو اس کے اپنے مقبوضہ سے ملحق ہے۔ اور دیوار چین کے سائے میں ادھر ادھر رونما ہونے والے واقعات کے اثرات کے لئے اس طرف بڑھنے کے جتنے راستے ہیں۔ ان کو برطانیہ روکے ہوئے ہے۔ لہذا سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ فرانس کی حکمت عملی یہ ہے۔ کہ اکھاڑے کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر دوسروں کے داؤ پیچ دیکھے۔ البتہ اس میں حرج نہیں۔ کہ لنگر لنگوٹہ خود بھی کس رکھے۔ تاکہ اگر ناگہاں کوئی موقعہ نکل آئے۔ تو رائگاں نہ جائے۔

چین اور امریکہ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے متعلق عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے۔ کہ چین میں مقبوضات حاصل کرنے کی اس کی ہرگز خواہش نہیں۔ وہ صرف یہ چاہتا ہے۔ کہ چین کے ساتھ اس کی تجارت میں کوئی روک نہ پیدا ہو۔ اور یہ بات کہ اس کے لئے وہ کہاں تک جانے کے لئے تیار ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ غالباً امریکہ خود بھی نہیں جانتا۔ دراصل امریکہ کو جو مشکل درپیش ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ امریکہ نہیں جانتا۔ کہ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے کہاں تک اور کیا اقدام کرے۔ اس کو صرف یہ معلوم ہے کہ وہ جنگ کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ کہ زید یا بکر یا عمر کی مشکل کشائی کے لئے کسی جنگ کے الجھاؤ میں نہیں پڑے گا۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ اگر امریکہ کی چندے اور یہی پالیسی رہی۔ تو اس کی چین کے ساتھ تجارت کا خاتمہ یقینی ہے۔ روس نہیں۔ تو جاپان۔ جاپان نہیں۔ تو روس۔ دونوں میں سے ایک جلد یا بدیر ہاتھ صاف کر جائے گا۔ اور اگر چین کی سرزمین میں امریکہ یا کسی دوسری قوم نے برطانیہ کو سہارا نہ دیا۔ تو یہ بات قطعی طور پر یقینی ہے۔ تاہم امریکہ ابھی کسی اور خیال میں ہے۔ ان حالات میں پہلی جھپٹ درحقیقت روس جاپان اور برطانیہ کے درمیان خیال کی جاتی ہے۔

برطانوی مفادات خطرات میں

چین میں (چین کیا سارے ہی مشرق بعید میں) برطانوی مفادات کو خطرات درپیش ہیں۔ اور اگر انگریزوں اور جاپان میں عنقریب کوئی سمجھوتہ قرار نہ پا گیا۔ تو یہ خطرات روز بروز زیادہ ہوتے جائیں گے۔ مگر اس سمجھوتہ کے سلسلہ میں اب تک جب بھی کوئی بات پیش کی گئی ہے۔ جاپان کی طرف سے ہمیشہ ایسی شرائط کے متعلق اشارات ہوتے رہے ہیں۔ جن کو برطانیہ برضا و رغبت منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر ممکن ہے برطانیہ یہی فیصلہ کرے کہ ہرچہ بادا باد۔ اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ جب برطانیہ اس عزم کے ساتھ کسی کام کو ہاتھ میں لیتا ہے۔ تو بسا اوقات حالات کا رنگ بالکل بدل جایا کرتا ہے۔

تاہم یہ دن برطانیہ کے لئے سخت نازک ہیں۔ اس نے اپنی بحری طاقت کو اس حد تک کم کر دیا ہے۔ کہ جب تک نئے جہازوں کی ساخت مکمل نہ ہو جائے۔ اس کی طاقت اس کی ضروریات کے لئے کافی نہیں۔ اس کی ہوائی طاقت کا بھی یہی حال ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اٹلی اور فرانس کی موجودہ روش کے پیش نظر برطانیہ کے ضروری راستوں اور ناکوں کے حفاظتی انتظامات میں نسبتاً تشویشناک کمزوری آگئی ہے۔ مطلب یہ کہ حالات برطانیہ کو اجازت نہیں دیتے۔ کہ وہ مشرق بعید میں کسی بڑی مہم کا بیڑا اٹھائے۔ مشرق اور مغرب میں برطانیہ کے کھلے اور پوشیدہ حریف یہ سب حالات جانتے ہیں۔ اور اپنی قسمت پر خوش ہیں۔ مگر پھر بھی حقیقت یہ ہے۔ کہ برطانیہ میں ابھی بہت دم خم ہے۔

روس اور جاپان

روس اور جاپان کے متعلق بعض حلقوں میں یہ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ شاید ان دونوں قوموں میں کوئی خفیہ معاہدہ موجود ہے۔ اور یہ ناممکن امر نہیں۔ صرف چند ایک قرائن ایسے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خیال کلی طور پر درست نہیں۔ مثال کے طور پر ایک تو یہی بات ہے۔ کہ ان دنوں مانچوکو منگولین علاقہ روس و جاپان کی حدود پر جو فتنے فساد ہوتے رہتے ہیں۔ یہ اتنے اور اس قسم کے ہیں۔ کہ محض بناوٹی نہیں ہو سکتے۔ البتہ یہ کہنا امر حقیقی کے زیادہ قریب ہوگا۔ کہ روس اور جاپان دونوں اس بات کو اچھی طرح محسوس کئے ہوئے ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے لڑ پڑنے میں فائدے کی نسبت نقصان زیادہ ہے۔ ایک تو جس شکار پر دونوں لپک رہے ہیں۔ اس کا جسم اتنا بڑا ہے۔ کہ دونوں اس میں سے خاصے بڑے بڑے ٹکڑے اپنی ضروریات کے لئے کاٹ سکتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ اگر طمع میں آ کر وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑے تو ہر ایک ان میں سے جنگ کے اختتام پر اتنا کمزور ہو چکا ہوگا۔ کہ ایک ان میں سے جرمنی کے سامنے بے بس ہو جائے گا۔ اور دوسرا برطانیہ کے مقابلہ میں۔ لیکن یہ کہنا۔ کہ ان دونوں میں لڑائی نہیں ہوگی۔ اس بات کو مستلزم نہیں۔ کہ ان میں کوئی خفیہ معاہدہ موجود ہے۔ سمجھوتہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک ان میں سے اپنے اغراض و مقاصد کے ایک حصہ سے دست بردار ہو جائے۔ اور ایسا کرنے کے لئے دونوں میں سے ایک بھی تیار نہیں۔ برخلاف اس کے ہر دو کی یہی خواہش اور کوشش ہے۔ کہ خود زیادہ سے زیادہ مال غنیمت پر ہاتھ صاف کرے۔ اور دوسرے کے لئے کم سے کم چھوڑے۔ مگر ساتھ ہی دونوں ایک خاموش۔ مگر متفقہ نیت سے یہ بھی فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ آئندہ چھین جھپٹ میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں جنگ لازمی ہو جائے۔

جاپان کی نظر اس وقت زیادہ تر شمالی چین پر ہے۔ اور یہ علاقہ ایسا ہے۔ کہ جاپان اس کو بغیر روس کے ساتھ الجھ پڑنے کے اپنے اثر کے نیچے لا سکتا ہے۔ جاپانی مفاد اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ یہ ملک اپنی تمام تر طاقت محفوظ رکھے۔ کہ مبادا اس کو ناگہاں طور پر شمالی چین میں اپنی حکمت عملی کے سلسلہ میں کوئی شدید ضرورت پیش آجائے۔ طریق کار جاپان کا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی ایک جست اتنی بڑی نہ کی جائے۔ جس سے برطانیہ چونک اٹھے۔ حکمت کے ساتھ خاموشی کے ساتھ۔ مگر زور اور مضبوطی سے ہر روز وہ آگے سرکتا جائے۔ حتیٰ کہ اس کا خواب عظیم حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔

جاپان اصل میں چین کی حقیقی دوستی اور اس سے حقیقی تعاون چاہتا ہے۔ اگر وہ چین کو فتح کرنے کی زحمت اٹھائے بغیر یہ دونوں چیزیں حاصل کر سکے۔ تو وہ اس پر قناعت کرے گا۔ وإلا اس کو چین کو مفتوح

اتحاد پارٹی کے ارکان کی سابقہ شاندار ملکی اور قومی خدمات

از خان بہادر مشتاق احمد صاحب گورمانی رکن پنجاب کونسل

(۱)

روزنامہ "مجاہد" مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء کا مقالہ افتتاحیہ زیر عنوان "سرمایہ دارانہ اشتراکیت" میری نظر سے گزرا۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب غازی نے جن صبر آزما باتوں سے اپنے آپ کو درماندہ پا کر یا احساس غرض اور تقاضائے وقت کی ضرورت سے متاثر ہو کر ایک "معزز پنجابی" کے مجوزہ پروگرام پر نقد و تبصرہ کیا ہے۔ انہی جذبات سے متاثر ہو کر اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود میں اس تصویر کا دوسرا پہلو پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ جہاں تک میاں سر فضل حسین کے تجویز کردہ پروگرام کا تعلق ہے۔ خواجہ صاحب موصوف اس ٹھوس محنت اور عالمگیر کام کا پروگرام قرار دیتے ہیں۔ جو دن رات عوام میں کام کرنے والی فعال جماعتوں نے ہمیشہ سے اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ لیکن ان کا قلب مضطر یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اس پروگرام کے مؤلف میاں سر فضل حسین کے مزاج میں یہ انقلابی تبدیلی کیونکر پیدا ہوئی۔ جس سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے گذشتہ سیاسی عقائد اور رویہ کے برخلاف ایسا آزاد اشتراکی پروگرام ملک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس معمہ کے سلجھنے کے لئے خواجہ صاحب کو اضطراب قلب اور کاوش ذہنی سے دوچار ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اگر وہ واقعات گذشتہ کا حقائق اور غیر جانبداری کی روشنی میں مطالعہ فرماتے۔ یا دیکھنے کی کوشش کرتے خواجہ صاحب یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ آئندہ سیاسیات کو مذہب سے علیحدہ کر دینے اور پارٹیوں کی تشکیل اقتصادی مفاد کی بناء پر عمل میں لانے کی حقیقت میاں صاحب پر اسی وقت کیوں الم نشرح ہوئی۔ جبکہ ان کا سابقہ طرز عمل اس کے مخالف تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے مذہبی تقسیم کی بناء پر تحفظ حقوق کے طالب اور مذہب کی بناء پر ان کی علیحدہ اہمیت کے سب سے بڑے وکیل تھے۔ نیز ان کا خیال ہے۔ کہ اس عظیم الشان پروگرام کی باقی مدات میں سے اکثر ایسی ہیں۔ جن کے متعلق میاں صاحب اور ان کے رفقائے کار کی مساعی مخالفانہ اور معاندانہ رہی ہیں۔ مثلاً آزادی تقریر و تخیل۔ ذاتی مفاد پر قومی فلاح کو ترجیح درجۂ نوآبادیات کا حصول۔ عوام کی اقتصادی مفاد کی بناء پر تنظیم۔ میں واقعات گزشتہ کو حقائق کی روشنی میں پیش کر کے اس امر کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑوں گا۔ کہ خواجہ صاحب کے لگائے ہوئے الزامات کو حقیقت سے کس قدر بُعد ہے۔

اتحاد پارٹی کا مسلک اور لائحہ عمل جن اصول کی بناء پر تجویز کیا گیا ہے۔ ان کے ایجاد کا دعوٰے میاں سر فضل حسین نے کبھی نہیں کیا۔ چنانچہ اس بات کا اعتراف میاں صاحب موصوف نے پنجاب نیشنل یونینسٹ پارٹی کی مطبوعات "زبان خلق سیریز" رسالہ نمبر ۲ کے دیباچے میں ان الفاظ میں کیا ہے۔ "اس کام کا پروگرام عملی طور پر نیشنل کانگرس نے میرے سپرد کیا تھا"۔ یہ دیباچہ میاں سر فضل حسین نے اس زمانہ میں لکھا تھا جبکہ وہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ یہ وہ سیاسی اصول ہیں۔ جو از منۂ قدیم سے تمام آزاد خیال اور قوم پرست سیاسی رہنماؤں اور فعال جماعتوں کے پیش نظر رہے ہیں۔ میاں سر فضل حسین کا مدعا بھی انہی اعلےٰ اور بلند مقاصد کا حصول ہے۔ جن کے حاصل کرنے کے لئے تمام محبان وطن ہمیشہ سے سرگرم کار رہے ہیں۔ ان کے مجوزہ پروگرام کی خوبی۔ موزونیت اور ضرورت متفقہ طور پر تسلیم کی جا چکی ہے۔ اور خواجہ صاحب موصوف بھی بقول غالب ؎

دیکھئے تقریر کی لذت۔ کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اس کے قائل ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے۔ کہ اتحاد پارٹی کے لئے جو مسلک اور پروگرام میاں صاحب نے تجویز کیا ہے۔ آیا وہ اس کے ہمیشہ سے قائل رہے ہیں یا نہیں۔ اس کا بہترین جواب ہمیں ان کی سابقہ سیاسی زندگی اور عمل سے مل سکتا ہے۔ موجودہ اصلاحات کے نفاذ سے پہلے میاں سر فضل حسین انڈین نیشنل کانگرس اور دیگر آزاد خیال محب وطن سیاسی جماعتوں کے سرگرم کارکن رہے۔ اصلاحات کے نفاذ پر پنجاب کی پہلی وزارت کے لئے سر فضل حسین اور لالہ ہرکشن لعل منتخب کئے گئے۔ یہ دونوں حضرات ترقی پسند سیاستدانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے چنے گئے۔ میاں صاحب موصوف ہمیشہ سے اس خیال کے مؤید رہے ہیں۔ کہ سیاسی آزادی کے حصول کی خاطر تعمیری کوشش تخریبی کام سے بہت بہتر ہیں۔ اور اسی جذبہ کے ماتحت انہوں نے وزارت کی ذمہ داری قبول کی۔ مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنے اور سیاسی پارٹیوں کی اقتصادی مفاد کے ماتحت تشکیل کی ضرورت میاں صاحب نے موجودہ اصلاحات کے نفاذ کے شروع ہی میں محسوس کر لی تھی۔ چنانچہ تین سال کی کوشش اور محنت کے بعد ۱۹۲۳ء میں انہوں نے نیشنل یونینسٹ پارٹی کی بنیاد رکھی۔ یہ پارٹی ہندوستان بھر میں پہلی پارلیمنٹری پارٹی تھی۔ جو فرقہ پرستی امتیاز نسل و ملت سے بالا تھی۔ اس پارٹی کے قیام کا مقصد یہ تھا۔ کہ صوبے کے مجموعی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے باشندوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو فائدہ پہونچایا جائے اور آبادی کے اس کثیر حصہ کو جس پر دراصل قوم مشتمل ہے۔ اور جو اپنی جہالت اور ناداری کے باعث قعر مذلت میں گرا ہوا ہے۔ پستی سے اٹھایا جائے۔ یہ پارٹی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ قوم کے متخاصم طبقوں کے اتحاد کی حامی رہی۔ اور باہمی اعتماد اور تعاون پیدا کرنے میں کوشاں رہی۔ صوبجاتی کونسلوں میں پنجاب نیشنل یونینسٹ پارٹی اور مدارس ریفارمر پارٹی ہی دو ایسی جماعتیں ہیں۔ جو فرقہ پرستی سے بالا ہونے کا دعوٰے کر سکتی ہیں۔ اور اس حقیقت کا اعتراف سائمن کمیشن کی رپورٹ میں بھی کیا گیا ہے۔ پنجاب یونینسٹ پارٹی کے حسب ذیل اغراض و مقاصد ۱۹۲۳ء میں تجویز کئے گئے تھے۔

(۱) جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آئینی جدوجہد کے ذریعہ سے ہندوستان کے لئے درجۂ نوآبادیات کا حصول۔ (۲) مرکز کی غلامی کی بجائے صوبجاتی خود مختاری کے اصول کو ترقی دینا (۳) مقامی حکومت خود اختیاری کے ادارات میں ترقی و وسعت دینا۔ (۴) نظم و نسق حکومت کے اخراجات میں کفایت شعاری کے اصول کو مدنظر رکھنا۔ (۵) رشوت ستانی اور بددیانتی کی بیخ کنی کرنا۔ (۶) صوبے سے جہالت اور ناخواندگی کو دور کرنا (۷) مسکرات سے پرہیز کرنے کے اصول کو فروغ دینا (۸) مقدمہ بازی کو کم کرنا (۹) اصلاح دیہات کی کوشش کرنا۔ (۱۰) سودیشی اشیا کی ترویج کرنا (۱۱) صوبہ کی پسماندہ جماعتوں اور علاقوں میں مفاد عامہ کی سرگرمیوں کو ترقی دینا۔ تا ملک کے ہر طبقہ کے لئے ترقی کے مساوی مواقع مہیا ہو سکیں (۱۲) ٹیکس کا بوجھ مساویانہ اور منصفانہ طور پر تقسیم کرنا (۱۳) صوبہ کی سرکاری ملازمتوں اور نظام حکومت میں تمام جماعتوں اور قوموں کو مناسب اور منصفانہ حصہ دلانا (۱۴) اقتصادی اعتبار سے ذی اقتدار طبقوں کے جبر و تشدد سے کمزوروں کو نجات دلانا (۱۵) قانون انتقال اراضی کی اس اصول پر حفاظت کہ وہ پسماندہ جماعتوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے (۱۶) اصلاحات کو مدبرانہ طور سے چلا کر اس امر کا ثبوت بہم پہونچانا کہ ہندوستانی حکومت خود اختیاری کی ذمہ واریوں کا بوجھ اٹھانے کے اہل ہیں (۱۷) ملک پر یہ واضح کرنا کہ تعمیری کوشش تخریبی نکتہ چینی کی نسبت قوم کے لئے بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

پارٹی کے اس لائحہ عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ۱۹۲۳ء میں اس کے معزز بانی نے تجویز کیا تھا یہ کہنا سراسر غلط اور بے جا ہے۔ کہ میاں صاحب کے مجوزہ پروگرام اور سابقہ عمل میں کوئی ربط نہیں ہے۔ میاں سر فضل حسین آزادی تقریر و تخیل کے ہمیشہ حامی رہے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا پروگرام اور اسمبلی میں ان کی معرکۃ الآراء تقاریر جن میں انہوں نے کانگرس اور آزاد خیال سیاسی راہنماؤں کے متعلق اظہار خیال فرمایا تھا۔ خواجہ صاحب کے الزام کا کافی سے زیادہ جواب ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ پنجاب یونینسٹ پارٹی کو اپنے اغراض و مقاصد کے اصول میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن وہ عملی طرز حکومت۔ صوبے کے مالیات پر وزراء اور کونسل کے محدود اختیارات۔ ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کی

شاہ فواد پاشا سابق شاہ مصر کے مختصر حالات زندگی

احمد فواد پاشا جو مصر کے پہلے آئینی بادشاہ تھے۔ ۲۸ اپریل کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد فوت ہوگئے۔ ان کے مختصر حالات زندگی ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مرحوم سابق خدیو مصر اسمٰعیل پاشا کے فرزند تھے۔ جو ۲۶ مارچ ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ گویا وفات کے وقت ان کی عمر ۶۸ سال کے قریب تھی۔ خدیو عباس حلمی پاشا جسے جنگ عظیم کے آغاز پر برطانیہ نے معزول کر دیا تھا۔ ان کا بھتیجا تھا۔ چونکہ اوائل عمر میں وہ اپنے جلا وطن والد کے ساتھ جنیوا اور ٹورن میں مقیم رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے فرانسیسی اور اطالوی زبانیں بطریق احسن سیکھ لی تھیں۔ ٹورن اور اٹلی میں انہوں نے فوجی انجینئرنگ اور توپخانہ کی مشق میں مہارت پیدا کی۔ اس کے بعد ترکیہ کی فوجی ملازمت میں داخل ہوگئے۔ اور کچھ عرصہ وہ آستانہ میں متعین سفارت کے مصاحب کی حیثیت میں بھی رہے۔ انجام کار مصر واپس آگئے۔ جہاں اپنی وسیع زمینوں اور جائدادوں کے انتظام میں مصروف رہے۔ خدیو مصر نے انہیں ایک فوجی ڈویژن کا جرنیل بنا دیا۔ اور بعض سرکاری فرائض ان کے سپرد کئے جاتے رہے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا۔ اور تعلیمی اور سائنٹیفک کاروبار میں مشغول ہوگئے۔

تمام عمر تعلیم ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ ۱۹۰۶ء تک اعلیٰ تعلیمی مدارج کے لئے مصر میں کوئی سہولتیں موجود نہیں تھیں۔ انہوں نے روپیہ فراہم کرکے مصری یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی ترقی اور اصلاح کے لئے مستعدی سے مصروف عمل رہے۔ صحرائے لیبیا میں دو ہزار میل تک تحقیق و تفحص کی وجہ سے انہوں نے رائل جغرافیکل سوسائٹی سے سنہری تمغہ حاصل کیا۔ اور مصری جغرافیکل سوسائٹی کو از سر نو زندہ کیا۔ اور علم النباتات آبی کا ایک ادارہ قائم کیا۔ نیز ذوق سفر و سیاحت کی حوصلہ افزائی اور عورتوں کی ترقی کو فروغ دینے کے لئے انجمنیں قائم کیں۔ بعد ازاں تعلیم نسواں کی طرف ان کی توجہ مبذول ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے "انجمن اعلام الصحت" کا ایک میوزیم قائم کیا۔ جس کا ایک پہلو عورتوں میں بچوں کی پرورش اور ان کی حفاظت کے متعلق درس و تدریس کا کام سرانجام دینا تھا۔ انہوں نے طالبات کو انگلستان میں ڈاکٹری، نرسنگ، اور خانہ داری کی تعلیم حاصل کرنے کی بھی رغبت دلائی۔

عباس حلمی پاشا کی معزولی کے بعد حسین کو مصر کا سلطان بنایا گیا۔ اور ۱۹۱۷ء میں اس کی وفات پر شاہ فواد اس کے جانشین ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں جب برطانیہ نے مصر کو ایک خود مختار حکمداری تسلیم کرلیا۔ تو انہیں شاہ فواد اول کا لقب دیا گیا۔ اور اس وقت یہ قرار پایا۔ کہ آئندہ ان کی اولاد نرینہ میں سے بڑا لڑکا جانشین ہوا کرے۔

شاہ فواد نے جولائی ۱۹۲۷ء میں انگلستان کا سفر کیا۔ اور اس سفر کو انہوں نے انگلستان اور مصر کی دوستی کی تکمیل قرار دیا۔ جون ۱۹۲۸ء میں بعض سیاسی پیچیدگیوں اور الجھنوں کے باعث انہوں نے نحاس پاشا کی کابینہ کو برطرف کر دیا نحاس پاشا نے حکومت برطانیہ سے سرتابی کی تھی جس پر برطانیہ کو جنگی جہاز مصر بھیج دینے کے لئے مجبور ہونا پڑا تھا۔ اس کے بعد محمود پاشا وزیر اعظم بنائے گئے۔ جنہوں نے بادشاہ کو پارلیمنٹ توڑ دینے۔ آئین کو معطل قرار دینے اور شاہی فرامین کے ذریعہ قوانین رائج کرنے کی ترغیب دی۔ ۱۹۲۹ء کے موسم گرما میں شاہ فواد اور محمود لیبر گورنمنٹ کے ساتھ ایک معاہدہ کے متعلق افہام و تفہیم کرنے کی غرض سے انگلستان گئے۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں۔ کہ قاہرہ میں مقیم برطانوی افواج نہر سویز کے خط میں واپس بلالی جائیں۔ غیر ملکیوں کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری مصر پر عائد ہو۔ برطانیہ جمعیتہ اقوام میں مصر کی شمولیت کی حمایت کرے۔ اور دوسری حکومتوں کو اس امر کی ترغیب دے۔ کہ وہ غیر ملکی باشندوں کے ملکی ضوابط و آئین کے پابند نہ ہونے کے طریق کو بند کردیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں برطانیہ کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اس معاہدہ کی توثیق ایک مصری کابینہ کی طرف سے ہونی چاہئے۔ جس کی اکثریت اس کی پشت پر ہو۔

دسمبر ۱۹۲۹ء کے انتخابات پر وفد پارٹی نے نوے فیصدی نشستیں حاصل کرلیں اور نحاس پاشا وزیراعظم مقرر ہوئے۔ انہوں نے یہ قانون تجویز کیا۔ کہ بادشاہ کو آئین کے معطل کرنے سے روکا جائے۔ اور ان وزراء کو جنہوں نے ایسا کیا ہے۔ سزائیں دی جائیں۔ شاہ فواد نے ان کے اس اقدام کو ماننے سے انکار کردیا۔ جس پر نحاس پاشا مستعفی ہوگئے۔ بادشاہ نے پارلیمنٹ کو غیر معین عرصہ کے لئے معطل کرکے صدقی پاشا کو وزیر اعظم مقرر کردیا۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں صدقی پاشا نے ایک ایسے جدید آئین پر دستخط ثبت کئے۔ جس کی رو سے گورنمنٹ اور پارلیمنٹ کی آزادی سلب کرلی گئی۔ اور بادشاہ ملک کا اصل ڈکٹیٹر بن گیا۔ جس کی مطلق العنانی صدقی پاشا کے ذریعہ قائم ہوگئی۔ یہ طرز حکومت ۱۹۳۴ء کے آخر تک جاری رہی۔ صدقی پاشا نے بے رحمی سے ہر اس آواز کو دبا دیا۔ جو اس مطلق العنانی کے خلاف بلند ہوئی۔ اس کے بعد یحیٰ پاشا اس کا جانشین مقرر ہوا۔ اس نے اس جابرانہ طریق حکومت کے متعلق لوگوں کے جذبہ ناراضگی کو انتہا تک پہونچا دیا۔ تب شاہ فواد نے ملکی خواہشات اور برطانوی تعرضات کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے نسیم پاشا کو جو ۱۹۳۰ء کے اقدام کے خلاف بطور احتجاج کابینہ سے مستعفی ہوگیا تھا۔ واپس بلا لیا۔ چنانچہ اس نے جمہوری آئین مرتب و مدون کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔ لیکن ابراشی پاشا جو بادشاہ کے مصارف شاہی کا ناظم تھا۔ ان کے راستہ میں مزاحم ہوا۔ لیکن شاہ فواد اس کو برطرف کرنا نہیں چاہتے تھے۔ آخر کار اپریل ۱۹۳۵ء میں ابراشی پاشا مستعفی ہوگیا نسیم پاشا کی پوزیشن ابراشی پاشا کی وجہ سے اسقدر تنگ ہوگئی تھی کہ اسے بادشاہ کو ابراشی پاشا کے اثر سے نجات دلانے کے لئے برطانیہ سے امداد طلب کرنا پڑی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ بادشاہ کو مجبور کیا گیا۔ کہ یا تو وہ اُسے برطرف کردیں۔ یا رجنسی کے ماتحت رہنا قبول کریں۔ چنانچہ انہوں نے اول الذکر راستہ اختیار کیا۔

شاہ فواد نہایت خوش طبع اور فہمیدہ انسان تھے۔ ان کی زبان میں خفیف سی لکنت تھی۔ جو گلے میں گولی لگنے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی۔ کئی سال ہوئے۔ قاہرہ کلب میں شہزادہ سیف الدین سے لڑائی کی وجہ سے انکے گولی لگی تھی۔ شہزادہ سیف الدین انکے بہنوئی تھے شاہ فواد سیاسین کو جبتک کہ وہ مصری مفاد کیلئے کوئی کام نہ کریں۔ کوئی وقعت نہیں دیتے تھے۔ وہ خیر خواہ اور فیاض مطلق العنانی کو پسند کرتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کی معاشرتی زندگی اور حفظان صحت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے بہت کچھ کیا۔ ان کی ترغیب پر مصر میں متعدد بین الاقوامی کانگرسیں منعقد ہوئیں۔ جب الفریڈ بوسم ممبر پارلیمنٹ جنہوں نے مصری کاشتکاروں کی طرز بود و باند میں اصلاح کے متعلق ایک تجویز مرتب کی تھی۔ قاہرہ گئے۔ تو شاہ فواد نے اس تجویز کی تفصیلات کے متعلق ان سے نہایت وسیع تبادلہ خیالات کیا۔

فواد پاشا نے نماز میں ایک دُعا رائج کی ہوئی تھی۔ جس سے لوگ بہت ناخوش تھے۔ کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ان کا نام بھی رکھا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مسند خلافت کو اختیار کرنے کے متمنی تھے۔ لیکن انہوں نے اس قسم کی خبروں کی تردید کی۔

چونکہ انہیں حملہ کا ہمیشہ خدشہ رہتا تھا۔ اس لئے وہ بہت کم باہر نکلتے۔ ڈاکٹر ان کے کھانسنے کا معائنہ کرتا تھا۔ دولت و ثروت کے لحاظ سے وہ بہت بلند پایہ رکھتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں ان کی صحت کمزور ہوگئی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء کو منہ کی کسی بیماری کی وجہ سے جس کے نتیجہ میں انہیں دانت نکلوانے پڑے۔ راہئے ملک عدم ہوئے۔ ان کے تخت کا وارث ان کا نوعمر لڑکا شہزادہ فاروق ہے۔ جو اس وقت انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ رائٹر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ چونکہ شہزادہ فاروق ابھی نابالغ ہیں۔ اس لئے ان کے سن بلوغت تک پہونچنے تک زمام حکومت کونسل آف ریجنسی کے ہاتھ میں ہوگی۔ کونسل آف ریجنسی کے ارکان کی فہرست شاہ فواد کی منظوری کے مطابق ۱۹۲۲ء سے سربمہر لفافہ میں محفوظ ہے۔ جسے بادشاہ کی موت کی صورت میں ہی کھولا جانا مقصود تھا۔

مٹاری سندھ کے مولویوں کی انسانیت سوز حرکات

شہر مٹاری ضلع حیدر آباد سندھ میں ہم صرف تین بھائی احمدی ہیں۔ میں بوجہ ملازمت باہر رہتا ہوں باقی دو بھائی اخوند حفیظ اللہ و فضل صدیق صاحبان وہاں رہائش رکھتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے مولویوں نے ایک جلسہ کرکے ہماری طرف غلط عقائد منسوب کرکے شہر کے لوگوں کو خوب بھڑکایا اور اشتعال دلایا اور......

چوہدری حسین علی سابق علاقہ مجسٹریٹ بٹالہ

اور

شیخ صالح محمد سابق سب انسپکٹر بٹالہ کے خلاف گیارہ ہزار روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ

(۴)

لاہور ۹ ہر اپریل۔ آج لالہ ملک راج بھاٹیہ سب جج درجہ اول نے آنریبل رائے بہادر لالہ رام سرنداس کی طرف سے چوہدری حسین علی اور شیخ صالح محمد سب انسپکٹر کے خلاف دائر کردہ گیارہ ہزار روپیہ ہرجانہ کے دیوانی دعویٰ کی مزید سماعت کی اور شہادتیں قلمبند کیں۔

ہیڈ وارنیکلر کلرک کی شہادت

لالہ نتھو رام ہیڈ ورنیکلر کلرک گورداسپور نے بیان کیا کہ میں سمن رجسٹر ۱۹۳۴ء لایا ہوں۔ اگر ہمارے ضلع سے کسی غیر ضلع کو سمن برائے تعمیل بھیجے جائیں۔ تو ان کا اندراج اس رجسٹر میں ہوتا ہے۔ ۱۶ ہر مئی سے ۸ ہر جون کے درمیانی عرصہ میں رائے بہادر رام سرنداس پر تعمیل کرنے کے لئے کوئی سمن گورداسپور سے لاہور نہیں بھیجے گئے تھے۔ اس عرصہ میں رائے بہادر رام سرنداس کے خلاف کوئی وارنٹ بھی جاری نہیں ہوئے تھے۔

ایک رائے بہادر کی شہادت

رائے بہادر لالہ بندراسرن رئیس اعظم نے بیان کیا کہ میں رائے بہادر رام سرنداس مدعی کو جانتا ہوں۔ وہ پنجاب کی اعلیٰ ہستیوں میں سے ایک ہیں اور بڑی پوزیشن کے مالک ہیں۔ رائے بہادر رام سرنداس کونسل آف سٹیٹ کے ممبر ہیں۔ ۱۹۳۴ء کے جولائی کے ماہ میں میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اخبار بیچنے والا زور زور سے پکار رہا تھا کہ "رائے بہادر رام سرنداس کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے ہیں"۔ میں نے وہ اخبار خرید کر پڑھا۔ اس خبر کے نکلنے سے رائے بہادر رام سرنداس کی شہرت کو زبردست دھکا لگا ہے۔ پبلک کی آنکھوں میں بھی ان کی عزت کم ہو گئی ہے۔ اخبار بیچنے والا زور زور سے رائے بہادر کی گرفتاری کے وارنٹ والی خبر کو پڑھ رہا تھا میرے دیکھتے دیکھتے کئی اشخاص نے اخبار خریدے۔ میرے دفتر کے کلرکوں میں اس خبر سے بہت حیرانی پھیل گئی تھی۔ اس خبر کے شائع ہونے سے لوگوں میں خیال پیدا ہو گیا کہ رائے بہادر نے ضرور کوئی جرم کیا ہے۔ اس لئے ان کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں گیا لوگ ان کے ساتھ ہمدردی کر رہے تھے۔ جب میں نے اس خبر کو پڑھا تو میں فوراً رائے بہادر رام سرنداس کی کوٹھی پر ان کو ملنے گیا۔ لیکن اس روز نہ ملے۔ تین دن کے بعد پھر میں ان سے ملا تو ان کو بہت گھبرائی ہوئی حالت میں دیکھا۔ وہ بہت حیران تھے۔

دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ کی شہادت

دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ سابق کمشنر پنجاب ایم۔ ایل۔ سی رئیس لاہور نے بیان کیا کہ میں نے رائے بہادر لالہ رام سرنداس کی وارنٹ گرفتاری کی خبر کو اخبار میں پڑھا۔ جب اس خبر کو پڑھا تو میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ میں رائے بہادر کے پاس گیا۔ تو انہوں نے مجھے اصل پوزیشن بتلائی۔ اس خبر سے رائے بہادر کی شہرت کو نقصان پہنچا ہے۔ اور جب میں انہیں ملا۔ تو وہ بڑے غمگین نظر آتے تھے۔ اس خبر کو پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں یہ ضرور خیال پیدا ہوا ہو گا کہ رائے بہادر نے کوئی کریمنل جرم کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے ہیں۔ جب رائے بہادر کے ڈرائیور کو بری کر دیا گیا۔ تو رائے بہادر میرے پاس آئے۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا مجسٹریٹ کے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔ میں نے انہیں مشورہ دیا کہ قانونی چارہ جوئی ضرور کرنی چاہیئے۔ رائے بہادر نے مجھے یہ بھی بتلایا تھا کہ ڈپٹی کمشنر نے انہیں بری کر دیا ہے۔ رائے بہادر پنجاب میں اعلیٰ پوزیشن کے مالک ہیں۔ اور جب سے کونسل آف سٹیٹ قیام میں آئی ہے۔ کہ وہ اس کے ممبر ہیں۔

بجواب جرح رائے بہادر پنڈت جوالا پرشاد گوالا نے کہا کہ رائے بہادر نے مجھے کہا تھا۔ کہ اس کے ڈرائیور کے خلاف کارروائی کر کے اسے بری کر دیا گیا ہے۔ میں نے رائے بہادر کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کی خبر کو روزانہ ٹریبیون میں پڑھا تھا۔ رائے بہادر رام سرنداس کو اس خبر کے چھپنے سے بہت دھکا لگا ہے۔ عام پبلک کے دلوں میں رائے بہادر کی پوزیشن بہت کم ہو گئی ہے اور اس لئے کئی ان پڑھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ "دیکھو جی رائے بہادر دی قانون دی خلاف ورزی کرنے تے انہاں دے بھی وارنٹ جاری ہو جاندے نے"

رائے صاحب گوپال داس کی شہادت

رائے صاحب گوپال داس ایم۔ ایل۔ سی نے بیان کیا کہ موٹر کار نمبر ۱۲۱۲ میری ہے ۱۰ ہر مارچ ۱۹۳۴ء کو میں دھرم سالہ سے لاہور کی طرف اس کار میں آ رہا تھا۔ نتھو رام اس کار کو چلا رہا تھا۔ اس کار کی چکی کے پل پر کھڑی کر کے پڑتال کی گئی تھی۔ جب میں بٹالہ کے قریب سے گذرا۔ تو میں نے چند لاریوں کو کچھ فاصلہ پر دیکھا۔ میرے ڈرائیور نے ہارن بجایا۔ تو کنسٹیبل نے ہمیں رستہ دے دیا اور ہم لاہور آ گئے موٹر کو ٹھہرنے کا کوئی سگنل کسی سپاہی نے نہیں دیا تھا۔ میں ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں خود بھی کار ڈرائیونگ جانتا ہوں۔ میرے پاس ڈرائیونگ کا انٹرنیشنل لائسنس ہے ماہ جولائی کی ۱۶ ہر تاریخ کو میں اور رائے صاحب کھانا کھانے کے بعد دفتر کی طرف چلے تو ایک کنسٹیبل نے میرے ہاتھ میں میرے پتاجی کے وارنٹ گرفتاری دئے جو ضمانتی تھے۔ میں اپنے والد صاحب کے لئے بطور ضمانتی ٹھہرا اور کنسٹیبل نے بڑی مشکل سے رائے بہادر کی ضمانت لی۔ وارنٹ گرفتاری کو دیکھ کر میرے والد صاحب بہت گھبرا گئے۔ اور انہوں نے اس کو اپنی بے عزتی خیال کیا۔ وہ وارنٹوں کے جاری ہونے سے بہت پریشان ہو گئے

نتھو رام موٹر ڈرائیور کی شہادت

نتھو رام موٹر ڈرائیور رائے بہادر رام سرن داس نے بیان کیا۔ کہ عرصہ دو سال کا ہوا کہ رائے صاحب گوپال داس کو ۱۰ مارچ میں میں دھرم سالہ سے لاہور لایا تھا۔ یہ کار پہلے سپاہی نے چکی کے پل پر روکی تھی۔ اور موٹر چیک کرنے کے بعد ہمیں چھوڑ دیا تھا۔ کار کو چیک کرنے کے بعد انہوں نے لیبل لگا دیا۔ بٹالہ میں لاریاں چیک ہو رہی تھیں۔ میں نے ہارن بجایا تو کانسٹیبل نے مجھے رستہ دیدیا۔ کسی سپاہی نے میری کار کو اشارہ سیٹی یا زبان سے نہیں روکا تھا۔ میں ۲۴ سال سے موٹر چلا رہا ہوں

میرا آج تک کبھی موٹر ایکٹ کے ماتحت چالان نہیں ہوا ہے۔

بجواب جرح کہا کہ میں چوہدری حسین علی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ اور لالہ رتن لال چاولہ ایڈووکیٹ میرے وکیل تھے مجھے مجسٹریٹ صاحب نے بری کر دیا تھا۔

منشی نور محمد گواہ نے کہا کہ میں رائے بہادر رام سرنداس کا گذشتہ ۲۰ سال سے منشی ہوں رائے بہادر رام سرنداس کا پرانا مکان بھاٹی دروازہ میں ہے۔ اور مجسٹریٹ صاحب کا مکان بھی وہاں ہی ہے۔

رائے بہادر اور مجسٹریٹ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ۱۶ر جولائی کو رائے بہادر پر جب وارنٹوں کی تعمیل ہوئی۔ تو وہ دفتر آئے۔ اور بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ مجھے رائے صاحب گوپال داس نے موٹر ایکٹ لانے کو کہا میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ اس وقت رائے صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ پر وارنٹوں کی تعمیل ہوئی ہے۔ اور ضمانت رائے صاحب گوپال داس نے دی ہے۔ اس وقت رائے بہادر نے لالہ رتن لال ایڈووکیٹ کو بلایا۔ اور مجھے اور ان کو رائے بہادر نے بٹالہ وارنٹوں کے جاری ہونے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہم دونوں بٹالہ موٹر میں گئے لالہ رتن لال نے مجسٹریٹ سے کہا۔ کہ انہوں نے بے ضابطگی سے وارنٹ جاری کئے ہیں۔ تب ہم نے ایک درخواست دی۔ تو مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ بہت اچھا رائے بہادر کو عدالت میں مت لانا۔ ڈرائیور کو لے آنا۔ میرے یہ کہنے پر کہ رائے بہادر کے پاس بہت سے ڈرائیور ہیں۔ اور یہ بڑا مشکل ہوگا۔ کہ ہم ۱۸ر جون کو آئیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے ۲۶ر جون کی تاریخ دے دی۔ ۲۶ر جون کو مجسٹریٹ صاحب نے ڈرائیور منظور احمد کا بیان لینے کے بعد اسے بری کر دیا۔ لالہ رتن لال نے تب عدالت سے کہا۔ کہ رائے بہادر کو وارنٹوں کے جاری ہونے سے بڑی بے عزتی ہوئی ہے۔ عدالت نے اس طرف دھیان نہ دیا۔ اور کہا کہ "ہم منظور احمد کو بری کرتے ہیں" واپسی پر رائے بہادر کو بتلایا تو انہوں نے کہا۔ کہ میری بابت کیا ہوا ہے؟۔ ہم نے کہا۔ کہ عدالت کو توجہ دلائی گئی تھی۔ لیکن عدالت نے توجہ نہیں دی۔ ۱۱ر جولائی کو میں اور لالہ رتن لال چاولہ پھر بٹالہ گئے۔ اور درخواست دی۔ کہ رائے بہادر کو ڈسچارج کر دیا جائے۔ عدالت کے پاس اس وقت اخبارات پڑی ہوئی تھیں۔ درخواست کو پڑھنے کے بعد مجسٹریٹ نے لالہ رتن لال سے کہا۔ کہ کیا رائے بہادر کوئی گڑبڑ کرنا چاہتے ہیں۔ لالہ رتن لال نے جواب دیا۔ کہ انکو اس کی بابت علم نہیں ہے۔ مجسٹریٹ صاحب نے اس روز لالہ رتن لال چاولہ سے کہا۔ کہ رائے بہادر سے کہہ دینا۔ کہ وہ کوئی ایکشن انکے (مجسٹریٹ کے) خلاف نہ لیں۔ ۱۴ر جولائی کو جب ہم عدالت میں گئے کو مجسٹریٹ نے وکیل سے دریافت کیا۔ کہ آیا انہوں نے رائے بہادر سے کہہ دیا ہے۔ کہ معاملہ کو نہ بڑھائیں۔ وکیل نے کہا۔ کہ اس نے رائے بہادر سے کہہ دیا ہے۔ لیکن وہ رائے بہادر کے دل کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس کے بعد عدالت نے مقدمہ ملتوی کر دیا۔

بجواب جرح کہا۔ کہ چوک ٹبی میں چوہدری حسین علی صاحب کے والد صاحب کا مکان ہے۔ اس مکان میں چوہدری حسین علی کے بھائی چوہدری سردار علی رہتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا یہ مکان چوہدری شہاب الدین کی ملکیت ہے یا نہیں۔ میں نے مدعا علیہم چوہدری حسین علی کو رائے بہادر لالہ رام سرنداس کے مکان پر بیس سال کا عرصہ ہوا ایک دفعہ منڈن سنسکار کے موقعہ پر دیکھا تھا۔

روم ۳۰ اپریل۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کل شام اطالویوں نے ساسابانہ پر قبضہ کر لیا شہر بلیل بھی فتح کر لیا گیا ہے۔

ٹوکیو ۳۰ اپریل۔ کل شہر کنچن پور میں آگ لگ جانے کی وجہ سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا ہے۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے آگ نہ بجھائی جا سکی۔

لنڈن ۳۰ اپریل۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ بیت المقدس لکھتا ہے۔ کہ فساد زدہ شہروں اور قصبوں میں عربوں کی ہڑتال نہایت مکمل اور مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ حیفہ میں سرکاری محکموں کے ملازمین اور بندرگاہ پر کام کرنے والوں نے بھی کام بند کر دیا۔ عربوں نے اس بات کا عزم بالجزم کر لیا ہے کہ وہ یہودیوں کے مشہور میلہ کو ناکام بنا دیں گے چنانچہ ان کے بائیکاٹ نے میلہ کو بے رونق بنا دیا ہے۔

عدیس آبابا ۳۰ اپریل۔ برطانوی ایمبولینس کے ارکان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اطالوی فوج نے سب سے اہم مقام کوہ طار مدر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس پہاڑ پر قبضہ کرتے وقت کسی قسم کی مزاحمت پیش نہ کی گئی۔ اطالوی فوج اب درہ ابراہم کی طرف بڑھ رہی ہے جو عدیس آبابا سے صرف ستر میل کے فاصلہ پر ہے آج صبح پھر اطالوی طیارے عدیس آبابا پہنچے اور ہوائی مستقر پر جو خالی پڑا تھا۔ مشین گنوں سے فائر کرتے رہے۔

عدیس آبابا ۳۰ اپریل۔ اطالوی فوج کی یلغار کو روکنے کی آخری کوشش کے لئے عدیس آبابا میں جس قدر بھی آدمی موجود تھے مسلح ہو کر عدیس آبابا اور درہ ابراہم کے مابین پہاڑی علاقہ میں پھیل گئے ہیں۔ یہ مقام عدیس آبابا کے تحفظ کی امیدوں کا آخری مرکز ہے اور حبشی دشمن کو روکنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔

قاہرہ ۳۰ اپریل۔ سیاسی حلقوں میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے کہ حکومت برطانیہ تبیلی تانا پہ اطالوی قبضہ کے پیش نظر حکومت مصر پر زور دے رہی ہے کہ اسے مصر میں فوجی مراعات دی جائیں۔ کیونکہ مصر اور برطانیہ کا مفاد اسی چیز میں مضمر ہے۔

لاہور ۳۰ اپریل۔ آج دیوانی مقدمہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شہید گنج کے سلسلہ میں جس کی سماعت مسٹر ٹیل ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں ہو رہی ہے رائے بہادر بدری داس وکیل مدعا علیہم کی بحث ختم ہو گئی۔ بحث ختم ہونے کے بعد عدالت نے ڈاکٹر محمد عالم کو کہا۔ کہ وہ اپنا جواب تین امور تک محدود رکھیں۔ میعاد۔ قبضہ مخالفانہ اور امر فیصلہ شدہ۔ ڈاکٹر صاحب منگل سے جوابی بحث شروع کریں گے۔

صوفیہ ۳۰ اپریل۔ بلغاریہ میں گذشتہ چند سالوں سے تحریک اشتراکیت کا پروپیگنڈا ممنوع اور خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اشتراکیت بلغاریہ میں زور پکڑ رہی ہے۔ پولیس نے چھ ایسے مطابع پر چھاپا مارا۔ جن میں اشتراکی پمفلٹ و اخبارات شائع ہوتے تھے۔ اور متعدد آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

جنیوا ۳۰ اپریل۔ مجلس اقوام میں معاہدہ لوزان پر دوبارہ غور و خوض کرنے کے متعلق ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی الراس نے سوال اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ حالات و قرائن کے پیش نظر ترکی اس بات کا اعلان کرنے پر مجبور ہے کہ وہ دردانیال اور آبنائے باسفورس کی دوبارہ قلعہ بندی کرے۔ مزید کہا۔ کہ ترکی معاہدات کا احترام اس صورت میں کر سکتا ہے۔ جبکہ اسے یہ یقین ہو۔ کہ اس کا جان و مال اور آزادی محفوظ ہیں۔

نئی دہلی ۳۰ اپریل۔ ہندوستان کے مالیات کے متعلق سر اوٹو نیمیر کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ اگر ہندوستان کا مالی انتظام تدبر کے ساتھ چلایا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ نئے آئین کے سلسلہ میں جو مالی مشکلات پیدا ہونگی آہستہ آہستہ ان پر عبور حاصل نہ کر لیا جائے مرکزی حکومت کی طرف سے گیارہ صوبوں میں سے آٹھ کو دو کروڑ روپیہ سالانہ امداد دی جایا کرے گی۔ حکومت ہند انکم ٹیکس کی آمدنی کا کچھ حصہ صوبائی حکومتوں کو ادا کرتی رہے اگر ہندوستان ریلوے کے محکمہ نے کافی رقم ادا نہ کی۔ تو حکومت ہند انکم ٹیکس کی رقم جو کہ چھ کروڑ کے قریب ہو گی روک لے گی۔

ڈیسی ۳۰ اپریل۔ اطالوی فوج کے اریٹرین دستہ نے جنوب میں اور رگ مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس دستہ کی پیشقدمی بڑی سرعت سے جاری ہے۔ امبالاگی۔ ڈیسی روڈ پر ٹریفک کا سلسلہ جاری ہے۔ اور تین ہزار موٹریں امبالاگی سے بغیر کسی خطرہ کے ڈیسی پہنچ گئی ہیں۔

موگاڈیشو ۳۰ اپریل۔ ایک اطالوی اعلان مظہر ہے۔ کہ ایک حبشی سردار اطالوی فوجوں سے آملا ہے۔ حکومت حبشہ نے چار سال ہوئے اسے قید کر دیا تھا اطالوی اس بات کا بھی دعوٰی کرتے ہیں۔ کہ ہزارہا حبشی جنہوں نے جبری بھرتی کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اور حکومت حبشہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا ان کی پناہ میں آ گئے ہیں۔

بارسیلونا (ہسپانیہ) ۳۰ اپریل۔ بارسیلونا کے چیف پولیس افسر کو جب کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر کہیں جا رہے تھے۔ گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

لنڈن ۳۰ اپریل۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم نے شہزادہ فاروق کے نام اپنی طرف سے تعزیتی برقیہ ارسال کیا ہے۔ شاہ فواد کے ماتم کے لئے ۲۹ اپریل سے دوبارہ اور تمام سرکاری دفاتر میں شاہ فواد کی موت پر اظہار غم کے طور پر ایک ہفتہ تک ماتمی رسوم انجام دی جائیں گی۔

لائل پور ۳۰ اپریل۔ سردار سنت سنگھ ایم ایل اے آئندہ اجلاس میں قانون مطابع میں ایک ترمیم کا مسودہ پیش کریں گے۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کی تقریروں کی اخبارات میں شائع کرنے کی مکمل آزادی دے دی جائے۔

لنڈن ۳۰ اپریل۔ دار العوام میں مسٹر سبھاش بوس کے ساتھ پورٹ سعید میں پولیس کے سخت رویہ اور آسٹریا میں حکومت برطانیہ کے ایماء پر ان کی نگرانی کے متعلق سوالات دریافت کئے گئے۔ جن کا جواب مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند نے دیا اور کہا۔ کہ پورٹ سعید کے متعلق حکومت کو کوئی علم نہیں اور آسٹریا میں ان کی نگرانی کا مطلب محض ان کی نقل و حرکت سے مطلع رہنا تھا۔

روما ۳۰ اپریل۔ ایک فرانسیسی ہوا باز جو گذشتہ دنوں حکومت فرانس کو دھوکا دے کر ایک ہوائی جہاز لے کر حبشہ روانہ ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق اب معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ہوا باز کو مجبوراً کیمپیتو (؟) اطالیہ کے ہوائی مستقر میں اترنا پڑا۔ ہوا باز تو غائب ہو گیا ہے۔ مگر حکومت نے اطالیہ نے ہوائی جہاز زیر قبضہ کر لیا ہے۔

طہران ۳۰ اپریل۔ ایرانی مصنوعات اور پیداوار کی نمائش مئی کے وسط میں منعقد ہو گی۔ اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی اس کا افتتاح کریں گے۔

ماسکو ۳۰ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مغربی سائبیریا میں تیل کے چشمے برآمد ہوئے ہیں۔

موگاڈیشو ۳۰ اپریل۔ سمالی لینڈ کے محاذ پر بارشیں شروع ہو گئی ہیں۔ اور اطالوی فوجوں کی نقل و حرکت رک گئی ہے۔ اطالوی انجنیئروں نے جو سڑک تعمیر کی تھی وہ زیر آب ہے۔ جس کی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ ملتوی ہو گیا ہے۔

بھوپال ۳۰ اپریل سر جوزف بھور کو ہز ہائی نس نواب بھوپال نے ریاست کی اقتصادی صنعتی اور زرعی ترقی کے معاملات کے متعلق مشورہ دینے کے لئے حکومت بھوپال کا مشیر مقرر کیا ہے۔

بوڈاپسٹ ۳۰ اپریل۔ حال ہی میں نازیوں کی ایک سازش کو بروقت ناکام کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ بوڈاپسٹ پر یلغار کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی جائے۔ ۱۸ نازی لیڈروں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان کا پروگرام یہ تھا۔ کہ پانچ ہزار مسلح سوار اور ہزارہا کسان درانتیوں۔ تلواروں۔ چاقوؤں لاٹھیوں اور اسلحہ سے مسلح خاکی لباس میں ملبوس ہو کر یکم مئی کو بوڈاپسٹ پر دھاوا بول دیں۔

امرتسر ۳۰ اپریل۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۵ آنے ۹ پائی سے ۲ روپے ۸ آنے تک۔ نخود حاضر ۲ روپے ۳ پائی سونا دیسی ۳۵ روپے اور